ازعدالت عظمی

اے۔ کمار

بنام

یونین آف انڈیا

11 اکتوبر 1996

[بی۔پی۔جیون ریڈی اور کے۔ایس۔پرپپورن، جسٹسز]

محصولات ایکٹ، 1962 – دفعہ 124 – سامان کی درآمد – غلط تفصیل – ضبطی اور جرمانہ – دائرہ کار – پورٹ ٹرسٹ، خریدار اور محکمہ انکم ٹیکس کے دعوے – درآمد شدہ سامان کی نیلامی کی فروخت کے لیے ہدایات – فکسڈ ڈپازٹ میں رکھی جانے والی آمدنی – پورٹ ٹرسٹ اور محکمہ انکم ٹیکس کو ادائیگی کے لیے ہدایات – یہ معلوم کرنے اور یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا متعلقہ بینک کے عہدیداروں نے دھوکہ دہی میں فریق کے ساتھ مل کر کام کیا ہے – کسی ایسے شخص کو جاری کیے گئے نوٹس جس کے خلاف محکمہ انکم ٹیکس نے دھوکہ دہی، دھوکہ دہی وغیرہ کا الزام لگایا ہے – انکم ٹیکس ایکٹ، 1961 – دفعہ 132 اے۔

کچھ بیلو کے اندراج میں ایک فرم کی طرف سے "سٹین لیس سٹیل کے حلقوں کی خرابی" کی منظوری کے لیے دائر کیے گئے تھے۔ فرم ISC کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک K کی ملکیت ہے۔ محصولات حکام کی جانچ پر پتہ چلا کہ درآمد شدہ سامان اعلیٰ معیار کا تھا، جب کہ درآمد کنندہ کا لائسنس صرف "ناقص سٹینلیس سٹیل حلقوں" کے حوالے سے تھا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ درآمدی لائسنس بھی درست طریقے سے ISC یا اس کے مالک کے حق میں منتقل نہیں کیا گیا تھا محصولات ایکٹ 1962 کے دفعہ 124 کے تحت ایک وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیا گیا تھا جس میں مذکورہ سامان کو ضبط کرنے اور جرمانہ عائد کرنے کی تجویز دی گئی تھی۔ اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ میں اس کی درستگی کو چیلنج کرتے ہوئے عرضی درخواست دائر کی۔ اس نے اس عدالت کے سامنے اس اعلان کے لیے ایک رٹ پٹیشن بھی دائر کی کہ پورٹ ٹرسٹ کی طرف سے تجویز کردہ "شرحوں کا پیمانہ" غیر آئینی تھا۔ اس نے دہلی ہائی کورٹ کے سامنے عرضی درخواستیں بھی دائر کیں جس میں انکم ٹیکس ایکٹ کے دفعہ 132 اے کے تحت منظور کردہ حکم کو چیلنج کیا گیا جس میں محصولی دفتر کے پاس پڑے سامان کو ضبط کرنے کی تجویز ہے اور محصولات کی شرح اور اس کے ذریعہ درآمد کردہ سامان کی قیمت پر سوال اٹھایا گیا ہے۔ یہ دونوں عرضی درخواستیں ہائی کورٹ نے خارج کر دی تھیں۔

اس عدالت سامنے اپیل/عرضی کی کارروائی میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ مختلف متاثرہ فریقوں کی طرف سے K کے خلاف متعدد مطالبات اور کارروائی زیر التوا ہیں۔ ان حریف دعووں کے پیش نظر، اس عدالت نے نیلامی کے ذریعے درآمد شدہ سامان کی فروخت اور فروخت کی آمدنی کو بینک میں معیاد مقررہ تک جمع میں ڈالنے کی ہدایت کی۔

K کے تین بیانات اس عدالت نوٹس میں لائے گئے ہیں، جس میں انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ ان کا آئی ایس سی یا سامان کی درآمد سے کوئی تعلق ہے۔ یہاں تک کہ یونین آف انڈیا کی جانب سے دائر جوابی حلف نامے میں بھی کہا گیا تھا کہ درخواست گزار محض ایک تنخواہ دار ملازم تھا اور اس کے پاس زیر بحث سامان درآمد کرنے کے ذرائع نہیں تھے اور اس نے اپنے آجر V کے کہنے پر متعلقہ کاغذات پر دستخط کیے تھے۔

پورٹ ٹرسٹ کے وکیل نے کہا کہ پورٹ ٹرسٹ خسارہ چارجز کے لیے ایک مخصوص رقم کا حقدار تھا۔ بینک کے وکیل نے بتایا کہ بینک نے اس کی واجب الادا رقم کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کیا ہے۔

نیلامی میں مذکورہ درآمد شدہ سامان کے خریدار کے وکیل نے بھی تین معاملات پر دعوی پیش کیا تھا، یعنی (1) چونکہ فروخت کی تصدیق کرنے اور اسے سامان پہنچانے میں بے حد تاخیر ہوئی تھی، اس لیے وہ اس مدت کے لیے سود کا حقدار تھا جب اسے بند کر دیا گیا تھا (2) کہ وہ خسارہ چارجز کی ادائیگی کا حقدار تھا اور (3) کہ وہ اپنے ذریعے ادا کردہ سیلز ٹیکس کی ادائیگی کا بھی حقدار تھا۔

اپیلوں اور عرضی درخواستوں کو نمٹاتے ہوئے، یہ عدالت

منعقدہ 1.1۔ نیلامی میں سامان کے خریدار کے دعوے قابل قبول نہیں ہیں کیونکہ وہ یہ نہیں بتا سکے کہ آیا زیر بحث سامان فروخت کے وقت قابل ٹیکس تھا یا خریداری پر۔ وہ نیلامی کی فروخت کی شرائط وضوابط اس عدالت کے نوٹس میں لانے میں ناکام رہے۔ وہ اس عدالت کو مطمئن کرنے میں بھی ناکام رہے کہ سیلز ٹیکس کا بوجھ اس پر کیوں نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس لیے اس کا سیلز ٹیکس کی واپسی کا دعویٰ مسترد کر دیا جاتا ہے۔ بیانیہ پر سود کا دعوی قانون میں اتنا ہی غیر مستحکم ہے۔ یہ وضاحت کرنے میں بھی ناکام رہا کہ کن حالات میں خسارہ کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے مطابق اس کا بیانیہ رقم پر سود کا دعویٰ مسترد کر دیا جاتا ہے۔ [D-B-586]

.2۔ پورٹ ٹرسٹ کا دعوی منصفانہ اور مناسب پایا گیا ہے۔ اسے اسٹیٹ بینک آف انڈیا، مدراس کے پاس موجود نیلامی کی فروخت کی آمدنی سے نوازا اور ادا کیا جانا ہے۔ [586-ایف]

.3۔ محکمہ انکم ٹیکس کے دعوے کو قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ 1,23,86,591 روپے کی رقم کمشنر انکم ٹیکس، مدراس کو تشخیص سال 83-1982 اور 84-1983 کے لیے K سے واجب الادا ٹیکس کے دعوں کی مد میں ادا کی جائے گی۔ [586-جی]

.4۔ مذکورہ رقوم کی ادائیگی کے بعد بقایا اسٹیٹ بینک آف انڈیا، مدراس کے پاس ہی رہے گا۔ [587-ا]

.5. تاہم محصول حکام 15/16 اکتوبر 1982 کے وجہ بتاؤ نوٹس کے مطابق حتمی احکامات جاری کرنے کے لیے آزاد ہوں گے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ درآمد شدہ سامان بیچ دیا گیا ہے، ضبط کرنے کے احکامات جاری کرنا ان کے لیے کھلا ہوگا۔ اگر وہ ضبطی کے احکامات جاری کرتے ہیں تو بینک کے پاس موجود رقم کا بقایا انہیں ادا کر دیا جائے گا۔ [B-C-587]

.6۔سماعت کے دوران، لکشمی ولاس بینک نے K کی جانب سے ضمینتی چھٹی جاری کرنے کا انتخاب کیا، جو محض ایک کم تنخواہ والا ملازم اور ایک بے وس شخص تھا۔ بینک کے کچھ اہلکاروں کے خلاف ملی بھگت اور دھوکہ دہی کے الزامات بھی ہیں۔ ریزرو بینک آف انڈیا سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس معاملے کو دیکھے اور اس بات کا تعین کرے کہ آیا اس معاملے میں کوئی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اور اگر ایسا ہے تو افسران کی شناخت کرے اور بینک کو ان کے خلاف ضروری تادیبی کارروائی کرنے کی ہدایت کرے۔[C-D−587، A−588،A− 589]

.7۔محکمہ انکم ٹیکس نے ان کے ذریعے نامزد افراد کے خلاف کچھ ہدایات کے لیے درخواست کی ہے۔انصاف کے مفادات کا مطالبہ ہے کہ مذکورہ افراد کو اس عدالت سامنے سنا جائے جو یہ فیصلہ کر سکے کہ آیا ان کے خلاف مبینہ دھوکہ دہی، دھوکہ دہی وغیرہ کے لیے کسی ہدایت کی ضرورت ہے۔اس کے مطابق انہیں نوٹس جاری کیے جاتے ہیں۔[589−سی]

اصل دائرہ اختیار 1983: کی تحریری درخواست (سی) نمبر2۔

(آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت)

اپیل کنندہ/ درخواست گزار کے لیے ای آر کمار، پی ایچ پاریکھ اور این ڈی گرگ

جواب دہندگان کے لیے ایم گوری شنکر مورتی، ایس این ترڈول، اے ٹی ایم سمپت، ایم اے کرشنا مورتی، میسرز ا یچ وہی، ایچ جے پر یہار، بال کرشنن اور ٹی ایل گرگ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

بی۔پی۔جیون ریڈی، جسٹس۔ یہ عرضی درخواستیں اور اپیلیں واقعات کا ایک دلچسپ مجموعہ سامنے لاتی ہیں۔

11 مئی 1982 کو یا اس کے آس پاس انڈین اسٹیل کارپوریشن،19، سیمبوڈوس اسٹریٹ، مدراس− 1 کے ذریعے "سٹینلیس سٹیل کے ناقص حلقوں" کی صفائی کے لیے اندراج کے بل دائر کیے گئے تھے۔انڈین اسٹیل کارپوریشن کو "اے کمار" کا ملکیتی ادارہ کہا جاتا تھا۔محصول حکام کے ذریعے جانچ پڑتال کرنے پر یہ پایا گیا کہ درآمد شدہ سامان اعلی معیار کا تھا اور عیب دار نہیں تھا جیسا کہ درآمد کنندہ نے اعلان کیا تھا۔درآمد کنندہ کا لائسنس صرف "عیب دار سٹینلیس سٹیل کے حلقوں" کے حوالے سے تھا۔یہ بھی پایا گیا کہ درآمدی لائسنس اے کمار/ انڈین اسٹیل کارپوریشن کے حق میں جائز طور پر منتقل نہیں کیا گیا تھا۔محصولات ایکٹ 1962 کی دفعہ 124 کے تحت مذکورہ سامان کو ضبط کرنے اور جرمانہ عائد کرنے کی تجویز کے ساتھ اکتوبر 1983 کو ایک وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیا گیا تھا۔وجہ بتاؤ نوٹس موصول ہونے کے فوراً بعد، اے کمار نے اس عدالت میں اس کے جواز کو چیلنج کرتے ہوئے 1983 کی عرضی درخواست (سی) نمبر

2 دائر کی۔

1982 کی ایک اور عرضی درخواست (سی) نمبر 8168 بھی اے کمار کی طرف سے اس عدالت میں اس اعلان کے لیے دائر کی گئی تھی کہ مدراس پورٹ ٹرسٹ کی طرف سے مقرر کردہ "شرحوں کا پیمانہ" شرحوں کا پیمانہ" غیر آئینی ہے اور پورٹ ٹرسٹ کو شرحوں کے مذکورہ پیمانے کے مطابق الزامات وصول کرنے سے روکنے اور حراستی سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لیے بھی۔

اے کمار نے دہلی عدالت عالیہ میں 1982 کی عرضی درخواست (سی) نمبر 2689 بھی دائر کی جس میں انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 132-اے کے تحت منظور کیے گئے 19 جون 1982 کے حکم کو چیلنج کیا گیا جس میں مدراس میں محصول حکام کے پاس پڑے سامان کو ضبط کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔عرضی درخواست 16 اگست 1982 کو خارج کر دی گئی جس کے خلاف انہوں نے 1984 کی دیوانی اپیل نمبر 1693 کو ترجیح دی۔

اے کمار نے دہلی عدالت عالیہ میں ایک اور عرضی درخواستدائر کی جو کہ 1982 کی عرضی درخواست (سی) نمبر 1812 تھی جس میں محصول ڈیوٹی کی شرح اور ان کے ذریعے درآمد کردہ سامان کی قیمت پر سوال اٹھایا گیا تھا۔اس عرضی درخواستکو دہلی عدالت عالیہ نے بھی خارج کر دیا تھا جس کے خلاف 1984 کی دیوانی اپیل نمبر 1694 کو انہوں نے ترجیح دی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اے کمار کے خلاف متعدد مطالبات اور کارروائی زیر التوا تھی یا کی جا رہی تھی۔محکمہ انکم ٹیکس کا انکم ٹیکس کے بقایا جات کے لیے بہت بڑا دعوی تھا۔مدراس پورٹ ٹرسٹ کے پاس اپنے ڈیمریج چارجز کا دعوی تھا جو بھی کافی تھے۔لکشمی ولاس بینک نے بھی ایک دعوی پیش کیا جس میں کہا گیا کہ چونکہ اس نے مذکورہ درآمد کی مالی اعانت کی تھی، اس لیے وہ ادائیگی کا حقدار ہے۔ان حریف دعووں کے پیش نظر، اس عدالت نے 21 جون 1983 کو حکم جاری کیا جس میں درآمد شدہ سامان کی فروخت کی ہدایت کی گئی۔اس مقصد کے لیے، اس نے تین مشترکہ وصول کنندگان کو مقرر کیا، یعنی سری جیارمن، محصول کے ایڈیشنل کلکٹر، مدراس، سری سریدھرن، ڈپٹی جنرل منیجر، لکشمی ولاس بینک، مدراس اور سری راج شیکھرن، ڈپٹی ٹریفک منیجر [کمرشل]، مدراس پورٹ ٹرسٹ۔مشترکہ وصول کنندگان نے 27 جولائی 1983 کو نیلامی کے ذریعے سامان فروخت کیا اور فروخت کی آمدنی [ایک کروڑ اور ستائیس لاکھ روپے کی رقم میں] اسٹیٹ بینک آف انڈیا، مین برانچ، مدراس میں فکسڈ ڈپازٹ کے طور پر جمع کرائی، جیسا کہ اس عدالت نے ہدایت کی تھی۔تب سے یہ رقم بینک میں پڑی ہوئی ہے۔ 8 مئی 1986 کو سود کے ساتھ رقم 3,88,44,929 روپے پر آئی۔آج تک یہ یقینی طور پر چار کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔

جب یہ معاملات 8 اکتوبر 1996 کو سماعت کے لیے آئے تو سری پی ایچ پاریکھ نے عرضی گزار کے وکیل کو بتایا کہ بار بار خطوط اور یاد دہانیوں کے باوجود اے کمار اس کا جواب نہیں دے رہے ہیں اور اس لیے ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ان تمام معاملات میں کوئی ہدایات نہ دیں۔ہم نے محصولی دفتر، مدراس پورٹ ٹرسٹ، لکشمی ولاس بینک اور میسرز کی مدراس ایجنسیوں کے لیے، جو مذکورہ بالا کی عوامی نیلامی میں مذکورہ سامان کے خریدار ہیں، کے لیے فاضل وکیل کو سنا ہے۔

اے کمار کے تین بیانات ہمارے نوٹس میں لائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک 10 جون 1983 کو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 131 کے تحت درج کردہ بیان ہے۔ یہ بیان 1983 کے سی ایم پی نمبر 27299 کے ضمیمہ کے طور پر درج کیا گیا ہے جو محکمہ انکم ٹیکس نے 1984 کے دیوانی اپیل نمبر 1693 میں دائر کیا تھا۔ اس بیان میں، اے کمار نے کہا کہ وہ صرف ایک ہزار روپے کی تنخواہ پر ونود کمار دیدوانیا کا ملازم ہے اور وہ ایک معمولی نسل کا آدمی ہے اور عملی طور پر اس کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ وہ سری لنکا کا شہری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا انڈین اسٹیل کارپوریشن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہیں کسی بھی حیثیت میں اس کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنے آجروں ونود کمار دیدوانیا اور دین دیال دیدوانیا کی ہدایت کے مطابق مختلف حلف نامے، درخواستوں اور دستاویزات پر دستخط کیے۔ انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ انڈین اسٹیل کارپوریشن کے مالک ہیں۔ انہوں نے لکشمی ولاس بینک میں اپنے نام سے رکھے گئے کچھ کھاتوں کے بارے میں کسی بھی طرح کی معلومات سے انکار کیا۔ انہوں نے کسی بھی سامان کی درآمد کے سلسلے میں کسی بھی دستاویز پر دستخط کرنے کی تردید کی۔ مختصراً، اس نے اس بات سے انکار کیا کہ اس کا مذکورہ تشویش یا مذکورہ درآمد یا مذکورہ سامان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے مطابق، سب کچھ ونود کمار دیدوانیا اور دین دیال دیدوانیا نے ان کے نام کا استعمال کرتے ہوئے کیا تھا۔ دوسرا بیان 2 دسمبر 1983 کو انکم ٹیکس آفس، مدراس میں درج کیا گیا ہے۔ اس بیان میں بھی انہوں نے مذکورہ ادارے کا مالک ہونے کی تردید کی۔ اس نے مذکورہ اشیا کی درآمد کے ساتھ کسی بھی تعلق سے انکار کیا اور کہا کہ مذکورہ اشیا پر اس کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ تیسرا بیان ان کے 24 فروری 1984 کے حلف نامے میں موجود ہے جس میں انہوں نے دوبارہ وہی بیانات دہرائے۔ انہوں نے کسی بھی وکیل کو شامل کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ انہوں نے جو بھی حلف نامے پر دستخط کیے تھے وہ سب ان کے آجروں، دیدوانیا س کے کہنے پر تھے۔ اس نے کہا کہ وہ محض دیدوانوں کے ہاتھوں میں ایک بے بس ہتھیار تھا اور انہوں نے سب کچھ اس کے نام پر کیا اور بعض مواقع پر جعل سازی کا بھی سہارا لیا۔

یونین آف انڈیا کی جانب سے داخل کیے گئے جوابی حلف نامہ میں [رنجنا جھا انڈر سکریٹری، وزارت خزانہ، محکمہ محصولات، نئی دہلی کی طرف سے حلف لیا گیا]، کہا گیا ہے کہ درخواست گزار — ان معاملات میں اپیل کنندہ" پر ہلادرائے اشوک" ہے۔ کمار گوینکا" کہ وہ محض ایک تنخواہ دار ملازم ہے اور اس کے پاس زیر بحث سامان درآمد کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اور اس نے اپنے آجر ونود کمار ڈیڈونیا کے کہنے پر متعلقہ کاغذات پر دستخط کیے تھے۔ بتایا گیا ہے کہ محکمہ انکم ٹیکس نے 1983 کے سی ایم پی نمبر 27299 کو 1982 کی خصوصی اجازت کی درخواست (C) نمبر 8780 میں دائر کیا تھا [جس کو بعد میں 1984 کی سول اپیل نمبر 1693 کے طور پر دوبارہ نمبر دیا گیا تھا] تاکہ ڈڈوانیا کے گروپ کے کچھ عہدیداروں کے ساتھ مل کر مقدمہ چلایا جا سکے۔ انڈین پینل کوڈ کے تحت مختلف جرائم کے لیے لکشمی ولاس بینک کا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وجہ بتاؤ نوٹس کے مطابق، اے کمار نے واضح طور پر کہا ہے کہ وہ انڈین اسٹیل کارپوریشن کے مالک نہیں ہیں اور وہ کسی بھی طرح سے زیر بحث درآمد سے منسلک نہیں ہیں۔ مذکورہ حلف نامے کے ضمیمہ سی میں اے کمار کے خلاف کئی محکموں کے دعووں کی تفصیلات شامل ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ محکمہ انکم ٹیکس کا دعویٰ 1,23,86,591 روپے کی رقم میں ہے۔

مدراس پورٹ ٹرسٹ کے فاضل وکیل سری بال کرشنن نے کہا کہ مدراس پورٹ ٹرسٹ خسارہ چارجز کے لیے 32,72,626 روپے کی رقم کا حقدار ہے۔ لکشمی ولاس بینک کے وکیل سری اے ٹی ایم سمپت قابل بتایا کہ بینک قابل اشوک کمار دیدوانیا، محصول حکام اور محکمہ انکم ٹیکس کے خلاف اس کی واجب الادا رقم کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کیا ہے۔

سری این ڈی گرگ، مدراس ایجنسیوں کے فاضل وکیل [نیلامی میں مذکورہ درآمدشدہ سامان کے خریدار] نے بھی تین نکات پر دعوی پیش کیا، یعنی (1) اس کی بولی قبول ہونے کے بعد، اس نے رقم کے طور پر رقم کا ایک حصہ جمع کیا لیکن فروخت کی تصدیق اور اسے سامان پہنچانے میں بے حد تاخیر ہوئی۔ وہ اس مدت کے لیے مذکورہ بقایا رقم پر سود کا حقدار ہے جب اسے بند کر دیا گیا تھا (2) کہ اسے 52,582 روپے کی رقم میں خسارہ چارجز ادا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا جس کی وہ ادائیگی کا حقدار ہے اور (3) کہ اسے 5,47,719 روپے کا سیلز ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا جو وہ ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے اور کون سی رقم بھی اسے واپس کی جانی چاہیے۔

ہم سب سے پہلے مدراس ایجنسیوں کے دعوے سے نمٹ سکتے ہیں۔ ہمیں نہیں لگتا کہ ان میں سے کوئی بھی دعوی قابل قبول ہے۔ سری این ڈی گرگ ہمیں یہ نہیں بتا سکے کہ آیا زیر بحث سامان نقطہ فروخت پر ٹیکس کے قابل تھا یا نقطہ خریداری پر۔ وہ نیلامی کی فروخت کے شرائط وضوابط کو بھی ہمارے نوٹس میں نہیں لا سکے۔ وہ ہمیں مطمئن نہیں کر سکے کہ سیلز ٹیکس کا بوجھ ان پر کیوں نہیں ڈالا جا سکا۔ ان حالات میں سیلز ٹیکس کی ادائیگی کے اس کے دعوے کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ واجب الادا رقم پر سود کا اس کا دعوی قانون میں بھی اتنا ہی غیر مستحکم ہے۔ مذکورہ دعوے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس بات کی بھی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ اسے کن حالات میں خسارہ چارجز ادا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ مذکورہ فریق [مدراس ایجنسیوں] کے دعوے کو اسی کے مطابق مسترد کر دیا گیا ہے۔

جہاں تک لکشمی ولاس بینک [ایک شیڈولڈ بینک] کے دعوے کا تعلق ہے، ہمیں مذکورہ دعوے پر کوئی حکم جاری کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ بینک پہلے ہی مقدمہ دائر کر چکا ہے اور اسے اس مقدمے میں اپنے حقوق طے کرنے ہیں۔ بینک کے اہلکاروں کے خلاف گٹھ جوڑ اور دھوکہ دہی کے الزامات بھی ہیں جن پر بھی ہم کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے۔ ہم بینک کے دعوے کی برقرار رکھنے یا خوبیوں پر بھی کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ یہ بینک کا کام ہے کہ وہ اس مقدمے میں اپنے حقوق طے کرے۔

جہاں تک مدراس پورٹ ٹرسٹ کے دعوے کا تعلق ہے، ہم اس دعوے کا احترام کرنا مناسب اور مناسب سمجھتے ہیں۔ اس کے مطابق، اسٹیٹ بینک آف انڈیا، مدراس کے پاس موجود مذکورہ رقم [درآمدشدہ سامان کی نیلامی فروخت کی آمدنی] میں سے 32,72,626 روپے کی رقم مدراس پورٹ ٹرسٹ کو ادا کی جائے گی۔

ہمیں محکمہ انکم ٹیکس کے دعوے کو قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اس کے مطابق، 1,23,86,591 روپے کی رقم کمشنر انکم ٹیکس، مدراس کو ادا کی جائے گی، جو کہ اسسمنٹ سال 1982 – 83 اور 1983 کے لیے اے کمار کے واجب الادا ٹیکس کے دعوے کی مد میں ہوگی۔ 84. [مذکورہ اعداد و شمار کمشنر انکم ٹیکس / انسپکٹنگ تشخیص کمشنر، سنٹرل رینج (I) اور کلکٹر آف کسٹمز / تشخیص کلکٹر آف محصولات / اپرایزر (ایس آئی بی) کے درمیان ہونے والی بات چیت کے ریکارڈ سے لیے گئے ہیں جو 24 ستمبر 1996 کو ان معاملات میں دائر یونین آف انڈیا کے حلف نامے میں ضمیمہ سی کے طور پر منسلک ہے۔ بقایا رقم اسٹیٹ بینک آف انڈیا، مدراس کے پاس برقرار رہے گی۔

محصول حکام اکتوبر 1982 کے وجہ بتاؤ نوٹس کے مطابق فوری طور پر حتمی احکامات جاری کرنے کے لیے آزاد ہوں گے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ درآمدشدہ سامان اس عدالت حکم کے تحت فروخت کیا گیا ہے، ضبط کرنے کے احکامات جاری کرنا ان کے لیے کھلا ہوگا۔ اگر

محصول حکام درآمد شدہ سامان کی ضبطی کے احکامات جاری کرتے ہیں اور اسٹیٹ بینک آف بھارت، مین برانچ، مدراس کے سامنے ضبطی کے احکامات پیش کرتے ہیں تو اسٹیٹ بینک آف انڈیا، مدراس کے پاس موجود رقم کی بقایا رقم محصول احکام کو ادا کر دی جائے گی۔

ان معاملات کی سماعت کے دوران، ہمیں یہ عجیب معلوم ہوا کہ لکشمی ولاس بینک نے اے کمار کی طرف سے ضیمنتی چھٹی جاری کرنے کا انتخاب کیا، جو محض ایک کم تنخواہ والا ملازم اور ایک بے وس شخص تھا۔ محکمہ انکم ٹیکس کی طرف سے اس معاملے میں بینک کے کچھ اہلکاروں کے خلاف ملی بھگت اور دھوکہ دہی کے الزامات بھی لگائے گئے ہیں۔ ان حالات میں، ہم نے سری سمپت سے مطالبہ کیا کہ وہ ہمیں بتائیں کہ بینک کی طرف سے اے کمار کے حق میں جاری کردہ ضیمنتی چھٹی کن حالات میں تھے۔ سری سمپت نے بینک کے ڈپٹی جنرل منیجر کی طرف سے اس کی نئی دہلی برانچ کے منیجر کے بذریعے بھیجا گیا مندرجہ ذیل فیکس پیغام ہمارے سامنے رکھا ہے۔ فیکس پیغام اس طرح ہے :

" حوالہ:R&L/L/8/96-97

تاریخ08.10.1996

مینیجر

نئی دہلی برانچ

حوالہ: بھارتیہ اسٹیل عدالت عظمیٰ کیس۔

حوالہ: آپ کی فیکس ڈیٹ8.10.1996۔

غلط شناخت پر اے کمار انیل کمار ہے، جو ونود — کمار دیدوانیا کا بھائی ہے۔

یہ اکاؤنٹ ونود کمار دیدوانیا نے متعارف کرایا تھا جو اس وقت ہمارے گاہک تھے۔

ایل سی کی ضمانت ونود کمار دیدوانیا اور دین دیال دیدوانیا نے دی تھی۔

ایل سی کے تحت موصول ہونے والی اشیا بھی لین دین کے لیے سیکیورٹیز تھیں۔

اکاؤنٹ کھلا تھا اور ایل سی کو معمول کے مطابق بڑھا دیا گیا تھا اور یہ واحد غلطی تھی جو شخص کی شناخت کے حوالے سے طویل عرصے کے بعد معلوم ہوئی۔

بینک کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اے کمار ایک مختلف شخص تھا جس کی سیلون کی شہریت تھی۔ یہ بات کافی عرصے بعد اس وقت معلوم ہوئی

جب آئی ٹی حکام نے کارروائی کی۔اس وقت ضامن ایک دن برانچ میں آئے اور بینک کے اعتماد کا غلط استعمال کرتے ہوئے تصدیق کے بہانے فائل لے لی اور ضمانت کے دستاویزات کو منسوخ کر دیا۔

بینک نے صرف نیک نیتی سے کام لیا اور بینک کو دیدوانیس کی طرف سے کی گئی دھوکہ دہی کا علم نہیں تھا۔

بینک کو آخر میں درآمد شدہ سامان کی سیکیورٹی پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

درآمد شدہ سامان کی فروخت سے کافی رقم حاصل ہوئی ہے اور یہ عدالت حکم کے مطابق بینک ڈپازٹ کی شکل میں ہوئی ہے۔

اگر مزید تفصیلات درکار ہیں، تو آپ اپنے وکیل سے مزید وقت کے لیے دعا کرنے کی درخواست کر سکتے ہیں۔

ایس ڈی/—
ڈی۔جنرل منیجر"

ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ معاملہ عجیب اور غیر معمولی معلوم ہوتا ہے۔تاہم، ہم خود اس سوال پر کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے کہ آیا بینک نے ضیمنتی چھٹی کو بڑھانے میں کاروبار جیسے انداز میں کام کیا یا نہیں۔ یہ فیصلے کی غلطی یا جان بوجھ کر کیا گیا عمل ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر ریزرو بینک آف بھارت کو غور کرنا چاہیے کیونکہ اس میں جمع کنندگان کے پیسوں کا نقصان ہوتا ہے۔سری سمپت نے ہمیں بتایا کہ ریزرو بینک آف انڈیا پہلے ہی اس معاملے کو دیکھ رہا ہے لیکن وہ ہمیں قطعی طور پر نہیں بتا سکے کہ انکوائری کا مرحلہ کیا ہے اور ریزرو بینک آف انڈیا کی طرف سے کون سے احکامات، اگر کوئی ہوں، منظور کیے گئے ہیں۔اس کے مطابق، ہم ریزرو بینک آف انڈیا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ معاملے کو دیکھیں، اگر اس نے پہلے ہی اس کی تفتیش نہیں کی ہے، اور اس بات کا تعین کریں کہ آیا اس معاملے میں کوئی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اور اگر ایسا ہے تو ذمہ دار عہدیداروں کی شناخت کریں۔اگر یہ پایا جاتا ہے کہ کسی عہدیدار نے ان کے اختیار سے باہر یا بینک کے مفاد کے خلاف کام کیا ہے، تو وہ بینک کی انتظامیہ کو ان کے خلاف ضروری تادیبی کارروائی کرنے کی ہدایت کرے گا۔

1984 کے دیوانی اپیل نمبر 1693 میں جواب دہندگان نمبر 2، 3 اور 4 [ڈائریکٹر آف انسپیکشن (آئی این وی) میور بھون، نئی دہلی، ڈپٹی ڈائریکٹر آف انسپیکشن، مدراس اور سری کے سندرم، اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف انسپیکشن، مدراس] نے پیراگراف 29 میں نامزد افراد کے خلاف کچھ ہدایات کے لیے 1983 کا سی ایم پی نمبر 27299 دائر کیا ہے۔ہماری رائے ہے کہ انصاف کے مفادات کا مطالبہ ہے کہ ہمیں مذکورہ افراد کو یہ فیصلہ کرنے کے لیے سننا چاہیے کہ آیا ان کے خلاف یا ان میں سے کسی کے خلاف مبینہ دھوکہ دہی، دھوکہ دہی اور دیگر جرائم کے لیے کوئی ہدایت دینے کی ضرورت ہے۔اس کے مطابق، ہم مذکورہ سی ایم پی میں درج ذیل افراد کو نوٹس جاری کرتے ہیں :

".1 سری پرہلادرائے اشوک کمارعرف پی اشوک عرف اے کمار

.2 شری ونود کمار

.3 شری انیل کمار

.4 شری پون کمار

.5 شری دین دیال

.6 شری رام گوپال دیدوانیا"

1983 کے سی ایم پی نمبر 27299 میں درخواست کنندگان مذکورہ بالاافراد کا پتہ پیش کریں گے۔

ہم سی ایم پی میں لکشمی ولاس بینک کے اہلکاروں کو اس وجہ سے نوٹس جاری نہیں کر رہے ہیں کہ ہم پہلے ہی ریزرو بینک آف انڈیا کو ان کے طرز عمل کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کر چکے ہیں۔

عرضی درخواست اور سول اپیلوں کو مذکورہ بالا ہدایات کے ساتھ نمٹا دیا جاتا ہے۔

جواب دہندگان کو نوٹس کے بعد 1983 کا سی ایم پی نمبر 27299 پوسٹ کریں۔

ایس۔ایس۔

درخواست اور اپیلیں نمٹائیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document